

نہ ہوں۔ اگر بوند بمرتبہ فوقانی بوند۔ مگر  
ماحصل دانستی کہ فقط تولیت و اختیار  
تصرف مت مناسب وقت بصر فی از  
مصارف مقررہ خداوندی از مستحقان  
انحالی صرف باید کردیم ضرورت کہ ہر فرد  
رسانید خداوندی پس وہ لکن نیست  
وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ  
ہستند کہ ہنوز بساعت وجود قدم نہادہ اند  
کسی چہ تواند ادا۔ خمس ذکوۃ نیز منجملہ  
مطالبات عادی ست۔ کدام کس مت  
کہ جملہ فقراء شرق و غرب و مساکین وغیرہ  
دا تجسس کردہ یگان یگان را داخل ہستند۔

انکوں اگر حدیث واقعی صحیح ہم  
چہ حرج کہ مفادش ہمیشہ اذین نہ باشد اگر  
فرق باشد ہمیں قدر باشد کہ احادیث حضرت  
عمر رضی اللہ عنہ موقوف اند و آل مرفوع۔  
نہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتہ ہو  
ہیں حضرت عمر گفتند۔ زیادہ ....  
فرض گویم کہ معنی ناقصہ و خالصہ ایں نیست  
گفتہ شد آن وقت مارا جوانی دیگر بربانی ست۔

سے مرتبہ سافہ میں نہ تھے۔ اگر تھے تو مرتبہ فوقانی میں تھے۔  
مگر اس کا حاصل و نتیجہ تینے جہان یا کہ صرف انظار  
کرنے اور تصرف کرنے کا اختیار ہے۔ یعنی خداوندی  
کے مقررہ مصارف میں سے۔ صرف کے مناسب وقت  
میں، انفعالی استحقاق کے مستحقین پر صرف کر دینا چاہیے  
یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ہر صنف کے ہر ہر فرد کو سہا یا  
جائے۔ وہ نہ اس طور سے ادا کرنا کیسے ممکن ہے  
جیسا کہ مصارف میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو ان کے بعد ہیں  
اور انہوں نے ابھی دنیا میں قدم بھی نہیں رکھا ہے۔  
کوئی ایسا کس طرح کر سکتا ہے۔ خمس اہل ذکوۃ کا ادا کرنا  
بھی (اس طور پر) عادت انسانی کے لئے محالات میں  
ہے۔ کونسا آدمی ہے کہ مشرق و مغرب کے تمام فقراء  
اور مساکین وغیرہ کو ڈھونڈے ڈھونڈے کر ایک ایک  
کو دے سکتا ہے۔

اسے اگر واقعی کی حدیث صحیح بھی ہو تو کیا نقص  
ہے کہ اس کا مقصد اس سے زیادہ نہ ہوگا۔ اگر فرق  
ہوگا تو اسی قدر ہوگا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث  
موقوف ہیں اور وہ مرفوع۔ پس گویا کہ وہ مضمون  
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہی مضمون  
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔  
ہاں اگر فرض کر لو کہ خالصہ اور ناقصہ کے معنی یہ نہیں  
تو اس وقت دوسرا جواب ہماری زبان پر موجود ہے۔

اس طور سے ادا کرنے کے یہ معنی ہیں کہ ہر ہر صنف کے ہر ہر فرد کو دیا جائے۔ مترجم  
کہ موقوف وہ حدیث ہے جس کی سند کسی صحابی پر جا کر رک جائے اور ناخصوہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اس سند کو  
پہنچا یا گیا ہو۔ مترجم  
کہ حدیث مرفوعہ وہ حدیث ہے جس کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی ہو۔ مترجم



مال کی جگہ خرچ کریں۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم دونوں کی متفقہ روایت ہے۔

اللہ دوسری حدیث (اسی مضمون کی، بخاری اور مسلم کے مشکوٰۃ کے اسی باب سے) میں لائے ہیں۔

عمر بن خطاب سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا

کہ نبی نصیر و قبیلہ کے اموال ان میں سے تھے کہ

نبی کے طور پر اللہ نے اپنے رسول کو دینے والے ہیں

ان انوں میں سے تھے کہ جن کے لئے مسلمانوں نے گھوڑے

اور اونٹوں کو حرکت نہیں دی۔ پس یہ مال خاص

طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھے

کہ اپنے اہل و عیال بھر کے نفقہ کے لئے خرچ کریں۔ چرو

(مال خرچ ہے) یکے کے وہ ہتھیاروں اور گھوڑوں اور

جہازوں رسول اللہ کی تبارکی میں خرچ کریں۔ بخاری اور مسلم

کی متفقہ روایت ہے۔

ان دو حدیثوں سے ظاہری نظر رکھنے والوں

کو سرفہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان اموال

کی متعارف مالکیت کا وہم دل میں آجاتا ہے۔

لیکن جن لوگوں نے مذکورہ تفسیری مضامین پر نظر ڈالی

ہے۔ بھگے یقین ہے کہ انشاء اللہ اس وہم میں ہرگز

گرفتار نہ ہوں گے۔ اور لفظ خالصہ یا خاصہ جو ان دونوں

حدیثوں میں غور کرنے سے پہلے اس وہم کو پیدا کرنے

کے موجب ہیں اور اس مفہوم کے اول و آخر کو جو کہ ان

دونوں حدیثوں میں مذکور وہم کی تائید کرتے ہیں ان

دو حدیثوں میں پرچیاں کریں گے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ

**اجمال کی تفصیل** اس آیت خمس اور دوسری

آیت میں فدیۃ کا لفظ اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ

و حدیث دیگر نیز از بخاری و مسلم

مشکوٰۃ در بیان باب آوردہ :-

و عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ كَانَتْ اَمْوَالُ

نَبِيِّ النَّصِيرِ مِمَّا اَقَامَ اللَّهُ عَلَى رُسُلِهِ

مِمَّا لَمْ يَوْجِفْ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ

يَحْيَى قَلَامًا كَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً يُنْفَقُ

عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً سَنِيَّةً ثُمَّ

يَجْعَلُ مَا يَبْقَى فِي السَّلَاحِ وَالْكَرَاجِ عِدَّةً

فِي سَبِيلِ اللَّهِ مُنْفَقٌ عَلَيْهِ

انہی دو حدیث کی سرینیاں را وہم مالکیت

معروفہ نسبت سرور عالم صلی اللہ علیہ

وسلم پہل می آید مگر آنکہ نظر بر مقدمات

مذکورہ انداختہ اند میدانم کہ انشاء اللہ عزیز

برگز گرفتار اس وہم نخواہند شد و لفظ خالصہ

یا خاصہ را کہ درین دو حدیث قبل از قائل بودن

ایں وہم می شوند و ہم دیگر سوابق و لواحق این

مفہوم را کہ درین دو حدیث مؤید وہم مذکورہ

بدرجہ دیگر خواهند نشاند۔

تفصیل اجمال اس اجمال آنکہ ایراد

تفصیل اجمال لفظ فدیۃ در خمس و

در آیت ثانیہ بدین جانب مشیر است کہ درین قسم







غَضَبْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ خَمْسَةَ وَلَدَرَسُوا  
وَالَّذِي الْقُرْبَىٰ الْحَمْدُ وَنَحْنُ مَا أَفَاعَ اللَّهُ  
عَلَى رَسُوْلِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرْبَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ  
وَالَّذِي الْقُرْبَىٰ كَلَفَ رَسُوْلٍ مَا جَدَّ كَانَهُ  
بِوَاسِطَةِ اِشَارَةِ بِرِزْنِيَةِ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم در میان خدا تعالیٰ و مخلوقات فرمودہ اند  
و اشعار با اختیار کلی اوشان بعد خود نموده اند و بر  
ماکتی حامد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گوئی  
و ادو اند، ہمدرا محقق دریافتہ باشی و ہم دانستہ  
باشی کہ خلافت مشاقر ایہا و آیت راجحی  
جَاعِلٌ فِی الْأَرْضِ خَلِيفَةً جَمِيعِ الْوُجُوْهِ  
خواہ باعتبار ملک خواہ باعتبار حکومت اگر  
نصیب شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
را نصیب شد۔

در میان خداوند  
کریم الشان و  
ایشان خلیفہ عظیم الشان  
فقط دو فرق است

فرق در میان خدا  
و خلیفہ خدا

ہر تو اس میں سے اللہ کے لئے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم  
اور ان کے رشتہ والوں کے لئے یا نبیوں سے ہے۔ اور اسی  
طرح آیت مَا أَفَاعَ اللَّهُ عَلَى رَسُوْلِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرْبَىٰ  
فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَالَّذِي الْقُرْبَىٰ میں رسول کے لفظ  
کے ساتھ دوسرے لفظ جدا گانہ کو لکھا ہے جس سے آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی برزخیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جو  
خدا نے تعالیٰ اور مخلوقات کے درمیان ہے۔ اور اللہ  
کے اپنے پر سے اختیار کے بعد رسول اللہ کے پر سے اختیار  
کی اطلاع دی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عام  
کہا گوئی دی ہے۔ ان سب کی تحقیق تم نے دریافت کر لی ہوگی۔  
اور یہ سبھی جان لیا ہو گا کہ آیت اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ  
خَلِیْفَۃً مِّنْ جِسْنِکَ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً  
مِّنْ جِسْنِکَ کے اعتبار سے اور خواہ باعتبار حکومت، ہر حیثیت سے  
اگر کسی کو وہ خلافت نصیب ہوئی ہے تو وہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہوئی ہے۔

کریم شان والے خدا  
اور عظیم شان والے  
اس خلیفہ (محمد صلی اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم) کے

خدا اور خلیفہ خدا  
کے درمیان فرق

لَهُ مَا أَفَاعَ اللَّهُ عَلَى رَسُوْلِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرْبَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَالَّذِي الْقُرْبَىٰ وَالَّذِي الْقُرْبَىٰ  
الْشَّيْءُ كَمَا يَكُوْنُ دُوْلَةً بَيْنَ الْأَعْيُنِ وَهَيْتَكُمْ۔ یہاں حاشیے میں پڑی آیت درج کر دی گئی ہے۔ مترجم  
اس مقام پر بات تحریر رکھتے جو شہدہ تمام مضمون میں کام آئے گا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک تو اللہ کے خلیفہ ہونے کا اور تمام  
اختیارات دی گئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کوں میں ہیں۔ کیونکہ خلیفہ کا مطلب یہی ہے کہ اصل کے قائم مقام ہو کر اس کے احکام نافذ کرے اور  
اس کے خشت کے مطابق کام کرے۔ دوسرے یہ کہ بحیثیت حکومت بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے قائم مقام ہیں۔ لہذا اسی  
نہایت بحیثیت مالک اور دوسری نہایت بحیثیت حکومت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ ان دونوں مرتبوں میں سے پہلے کی  
کام تہ، مرتبہ فوقانی اور دوسرا مرتبہ، مرتبہ تحتانی ہے۔ یہ حضرت قاسم العلوم کی اپنی اصطلاحیں ہیں جو انہوں نے اپنے کتب میں  
استعمال کی ہیں۔ لہذا ان دونوں اصطلاحوں کو یاد رکھیے کہ ان سے بار بار کام چلے گا۔ مترجم



**سخن چہارم** | چہارم ایک صحیح انتساب  
 ایک چند ایک مرتبہ  
 قرطانی بہت مرتبہ تھا فی حقیقت۔ پہلا ہر مرتبہ  
 کہ نور ارض چند ایک آفتاب یا آفتاب دارد بارین  
 غارو۔ پچیس ایک خدا و رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم را باید پنداشت۔ از خواست کہ  
 خاتم را با آنکہ حقوق غلامان پاک تعلق داشت  
 و تنیک در تقسیم آن اختلاف اقوال و مذہب

**چوتھی بات** | چوتھے یہ کہ ملک کی نسبت  
 کرنے کو صحیح قرار دینے والا  
 جنتہ و قرطانی کے مرتبہ ہے، آتا تھا فی مرتبہ نہیں  
 لیکن ظاہر ہے کہ زمین کا نور جنتہ و قرطانی کے ساتھ تعلق  
 ہے زمین کے ساتھ نہیں رکھتا۔ اسی طرح خدا اور اللہ کے  
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت کے تعلق کو سمجھنا چاہیے  
 یہیں سے معلوم ہوا کہ غنیمت کے اموال کو اس کے باوجود  
 کہ غنیمت حاصل کرنے والوں کے حقوق ان اموال کے ساتھ

اللہ تعالیٰ کے قائم مقام ہو کہ غنیمت خلیفہ مالک ہونا ملکیت کے لئے غنیمت مرتبہ تھا فی حقیقت یعنی ہسوا کے زیادہ  
 قوی ہے۔ کیونکہ خلافت انبیاء کے روحانی مقام سے ہٹ کر حاکم غنیمت میں ایک چونا ظاہر ہے کہ پہلے درجے کی  
 غنیمت ذیلہ قوی نہیں جیسا کہ سورج کے نور کا تعلق جتنا سورج سے ہے اتنا زمین سے نہیں جس پر سورج کا نور پڑتا ہے۔  
 اگرچہ نور کا سورج اند زمین دونوں سے تعلق ہے لیکن سورج کا نور ذاتی ہے اور زمین کا غیر ذاتی اور ملامتی ہے۔ جبکہ سورج  
 غروب ہوتا ہے تو اپنے نور کو ساتھ لے جاتا ہے اور زمین پر نور جو کہ کھینچ رہا جاتا ہے اور تاریک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ  
 کی ملکیت اور غنیمت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت ذاتی ہے اور باقی دوسروں کی ملکیت ملامتی۔ لہذا جب اللہ  
 تعالیٰ بندوں سے ملکیت چھین لیتا ہے تو بندہ دیکھتا رہا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر مال میں مالک رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ملکیت  
 کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے زیادہ قریب ہے جیسا کہ آفتاب کا نور زمین کے غنیمت سورج سے زیادہ قریب ہے۔ مگر ہم

خاندانوں گفتند کہ تنہا اناں ہست و دیگران  
 گفتند کہ ہمارا نیز شریک باید کرد  
 باین طوع و ارشاد شد  
 قَسَبُوا نَذَارَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ  
 لِلَّهِ وَاللّٰهُ سَوَّلَی

در قرآن کریم سورہ انفال  
 غرض انہیں ارشاد ایست کہ اصل مملوک  
 برائی خداست و رسول و صلی اللہ علیہ وسلم۔  
 شہداء و دین بارہ مجاہد و دین غنیمت۔ ہرچہ  
 ارشاد خود لیسرا باید نہاد۔ پچیس در حدیث است  
 "اللّٰهُ مَا اَعْطٰی وَفَدَ مَا اَعْطٰی"  
 انہیں تقسیم دین تقسیم حدیث است صاف ہویدا  
 است کہ عطا یا خدا تعالیٰ یعنی مملوکات بنی  
 آدم را مملوک خدا تعالیٰ باید شناخت و انتساب

تعلق رکھتے ہیں لیکن جب ان اموال کی تقسیم میں اقوال  
 کا اختلاف نمودار ہوا تو مال غنیمت حاصل کرنے والوں  
 نے کہا کہ یہ اموال غنیمت تنہا ہمارا حق ہیں اور دوسروں  
 کے کہا کہ ہمیں بھی حصہ دینا چاہیے۔ لہذا خدا اس طرح حکم دیا:  
 "قَسَبُوا نَذَارَ عَنِ الْأَنْفَالِ" یعنی یہ لوگ اللہ کی غنیمت کے بارے میں پوچھتے ہیں۔  
 پس بھیجے کہ مال غنیمت اللہ اور رسول کا ہے۔

(سورہ انفال پارہ ۱۷)  
 اس حکم سے معلوم ہے کہ مال غنیمت اصل میں  
 اللہ اور اس کے رسول کا ہے۔ چنانچہ اس طرح حکم دیا  
 کہ کوئی حق نہیں ہے۔ چنانچہ جو کچھ خدا نے کہیں کی  
 طرف سے فرمایا اسے سب انھوں پر ہونا چاہیے۔ اس کا  
 مددیت میں ہے۔ ہر جو اللہ نے دیا وہ بھی اللہ کے  
 اور جو دیا وہ بھی اسی کا ہے۔ اس تقسیم میں اس غنیمت  
 سے جو کہ مددیت میں ہے صاف ظاہر ہے کہ خداوند تعالیٰ  
 کی عطا کردہ چیزیں یعنی بنی آدم کی مملوک چیزوں کو خدا نے



این محاسبه وقتی بجای نود باشد که آنست  
که ان الله ما فی السطوات الخ  
مفهوم شده اسوق بهر دو خیال مالکان مجاز  
باشد که خود را مالک اموال تصوریده  
مستحق صرف جایجا می پنداشته و  
ظاهرست که اندرین صورت بنابر  
این دو پرهیز اولیة خواهد بود.

**سخن پنجم** | آنگاه اخذ اموال غنیمت  
و اموال صلح یعنی برپا  
خلافت است که فردا کمال آسباب یعنی  
آخر الزمان بودند نسل الله علیه وسلم  
چون توضیح این تفصیل دیگر میخوابد  
میباشد که قدری دیگر قلم با هم

مَقْصِدُ تَخْلِيقِ حَيٍّ وَانْسَانٍ اَخْلَقْتُ الْحَيَّ  
قَالَ الْاِنْسَانُ اِلَّا لِيَعْبُدُنِي بَرَاءً وَلَا سَدْرًا  
كَغَرَضِ اَصْلِي اَنْ يَدْعُوَنِي اَنْ تَشْ وَآبِ مَشْدِ  
سَوْخَتِي وَنَجْمَتِي وَنَوْشِدِي وَسِرْدِ كَرْدِي وَآيَةِ  
وَخَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ  
جَمِيعًا بَرَاءً وَلَا لَهْ دَانِدِ كَغَرَضِ اِنْ  
يَدْعُوَنِي اَمْوَالِ عَابَةِ رَدَائِي بَنِي آدَمِ سَتِ

یہ محاسبہ اس وقت اپنی جگہ درست ہو گا کہ وہ  
تعلق کو مدعا شرعی کے لئے ہے جو کہہ کر آسمانوں میں ہے  
(آخر تکاس کی) آیت سے بھی گیا ہے، مجازی (غیر اصل)  
مالکوں کے خیال کی تردید کے لئے کہا گیا ہے کہ اپنے آپ  
کو اصول کا مالک خیال کر کے خود کو جہاں وہ ہے جاسکے  
صرف کا حقدار خیال کرتے تھے۔ (الذہاب ہر ہے  
کہ اس صورت میں اس تردید کی بنیاد اسی اذیت  
پر ہو گی۔

پانچویں بات | ہے مگر اموالِ غنیمت اور اموالِ صلیح کا فیض

اسی خلافت پر مبنی ہونے کی وجہ سے حلال ہے جس خلافت کے سب سے بڑے کامل فرد نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ چونکہ اس کی دمناحت ایک اور تفصیل چاہتی ہے اس لئے مناسب ہے کہ میں اور خامہ فرسائی کروں۔

جن و انسان کی پیدائش کا مقصد

پیدا کیا جس نے جن اور انسان کو مگر عبادت کے لئے۔  
 یہ آیت اصل بات پر دلالت کرتی ہے کہ انسان کے  
 پیدا کرنے سے اصل غرض عبادت ہے جیسا کہ آگ  
 اور پانی کے پیدا کرنے سے اصل غرض کسی چیز کا  
 ہونا، پکھانا، پینا، اور ٹھنڈا کرنا ہے اور آیت "اور  
 تمہارے لئے پیدا کیا جو کچھ کہ نہ میں میں ہے بسبب کہ"

سورة بقره اخرى سورة يونس الله ما في السموات وما في الارض  
وما خلقت الجن والانس الا ليعبدوه ما اريد منهم من  
تمادق وما اريد ان يعبدون - (سورة يونس 10)

# قائم العلوم

مع اردو ترجمہ

## الوار النجوم



حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
بانی دارالعلوم دیوبند کے قاری ہیں مجتہدانہ علمی خطوط  
جو معرفت ربانی اور کشفیات الہامی کا مرتق اور حل  
قدرت کا شاہکار ہیں مع اردو ترجمہ و حواشی

مترجمہ

پروفیسر محمد الوار الحسن شیرکوٹی  
۱۳۹- ڈی پی پیلز کالونی لاہور

پبلشرز  
ناشران القرآن لمیٹڈ ۳۸- اردو بازار لاہور

فون: ۶۸۵۸۱